کرسی پر نماز کی
شرعی حیثیت
از
ضمیر احمد مرتضائی
مکتبہ مُرتضائیہ
ضلع شیخوپورہ

کرسی پر نماز کی شرعی حیثیت

از
ضمیر احمد مرتضائی (الشہادۃ العالمیہ)
فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ
لاہور

مکتبہ مرتضائیہ قلعہ شریف
ڈاکخانہ ناظر لبانہ تحصیل شرقپور ضلع شیخوپورہ

مسئلہ

’’جو شخص زمین پر یا زمین پر رکھی ہوئی 9 انچ کی بلند شے پر سجدہ کر سکتا ہے اُس کی نماز کرسی پر جائز نہیں اور جو اس طرح سجدہ نہیں کر سکتا اُس کے لیے کرسی پر نماز پڑھنا جائز ہے لیکن رکوع کے لیے کم اور سجدے کے لیے زیادہ جھکے ورنہ نماز درست نہ ہوگی۔ لیکن کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے سے احتیاط کی جائے۔‘‘

اِنتساب

حضور شیخ المشائخ محقق عصر، مدقق وقت، امام العاشقین حضرت خواجہ عالم پیر غلام مرتضٰی فنافی الرسول رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے لختِ جگر، نور نظر رئیس الفقہاء والمحدثین فضیلۃ الشیخ حضرت خواجہ عالم پیر نور محمد فنافی الرسول رحمۃ اللہ علیہ

اور ان کے خلف الرشید شاگرد حمید، پروردہ آغوش ولایت حضور فضیلۃ الشیخ
حضرت علامہ مولانا نذیر احمد مرتضائی صاحب دامت برکاتہم العالیہ
کے نام

جن کی نظرِ عنایت اور فیضانِ کامل نے اس ادنیٰ خاکسار کو دین متین کی خدمت کے قابل بنایا۔

اھداء

بندہ اپنی اس کاوش کو اپنے پیارے والدین کے لیے ہدیہ تبریک رکھتا ہے۔
جن کی شب و روز تربیت، محنت اور محبت نے مجھے قلم چلانے کے قابل کیا۔ اس نعمتِ عظمیٰ کی عطا پر اپنے تمام محسنین کو نہیں بھلا سکتا۔ خصوصاً میرے اساتذہ اس ہدیہ کے لائق ہیں۔

''جن کی تربیت علم میں خلوص کا درس دے۔''

''جن کی جلوت، خلوت اطاعتِ الٰہی میں یکساں رہے۔''

''جن کی قربت دینِ متین کی خدمت کا جذبہ اور عشق رسول ﷺ میں وارفتگی پیدا کرے۔''

''خصوص علی الخصوص میرے درس نظامی کے سب سے پہلے استاد محترم، میرے پیارے ماموں جان استاذ العلماء والفضلاء حضرت علامہ ومولانا صاحبزادہ خلیل احمد مرتضائی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

کو انتہائی دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔

گر قبول و افتد زہے عزو شرف

فقط ضمیر احمد مرتضائی

فہرست

ابتدائیہ

الحمد للہ الذی وسع کرسیہ السمٰوٰت والارضین،
والصلوۃ والسلام علیٰ خاتم النبیین وعلیٰ اٰلہ
واصحابہ المتبعین الطاھرین امابعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿فویل للمصلین الذین ھم عن صلاتھم ساھون۝﴾

"ان نمازیوں کیلئے ہلاکت ہے جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔" (القرآن)

قارئین کرام

اللہ تعالیٰ کی ذات کا کروڑ ہا شکر ہے جس نے ہمیں وہ دین عطا فرمایا جس میں ہر مشکل کا حل موجود ہے جس طرح یہ دین بے مثال ہے اسی طرح اس دین لانے والے کی بھی مثال نہیں۔ اب تا قیامت یہی قانونِ اسلام چلے گا کیونکہ آپ ﷺ کے بعد اب کوئی نبی نہیں۔ اور آقا کریم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے اس امت کو بھی وہ کرامت ملی جو کسی اور امت کو نہیں۔ اس امتِ مکرمہ کی مدح خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں بیان فرمائی: ﴿کنتم خیرامۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر و تومنون باللہ﴾ "تم بہترین امت ہو جسے لوگوں کے نفع کے لئے پیدا کیا گیا، تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور

برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے ہو۔"

لیکن میرے محترم اس امت کی خیریت اور بھلائی کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے:

"تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔"

آج ہم اپنے مقام کو بھول چکے ہیں ہمیں کس نہج پر چلنا ہے؟ اپنا آئیڈیل کس کو بنانا ہے؟ ترقی کی بلندیوں پر کمند کیسے ڈالنی ہوگی؟ ان سب باتوں کی فکر ہمیں تب آسکتی ہے اگر ہم اپنے مقام کو ہمہ وقت یاد رکھیں۔ لیکن کفِ افسوس رگڑنے پڑتے ہیں کہ ہماری فکر اپنی فکر نہیں رہی، بیگانی فکروں پر ہم اپنے راستوں کا انتخاب، آئیڈیل کا چناؤ اور ترقی کی راہوں کو ہموار کرتے ہیں۔ آخر اسلام کے بارے سب کچھ جانتے ہوئے کیوں الٹی گنگا بہائی جا رہی ہے؟ اللہ تعالیٰ کے رحم و مغفرت کا الٹا مفہوم کیوں لیا جا رہا ہے؟

عشق مصطفیٰ ﷺ کے دعویٰ میں فرائض کو کیوں ترک کیا جا رہا ہے؟ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیاں ہم سے اوجھل ہو گئیں جن کی راتیں خوف الٰہی میں کانپتے گزر جاتیں۔ آنکھیں یاد الٰہی میں آنسو بہا بہا کر نشان زدہ ہو جاتیں۔ کیا وہ اللہ تعالیٰ کے غفور رحیم ہونے پر یقین نہ رکھتے تھے؟ کیا انہیں عشقِ مصطفیٰ ﷺ نصیب نہ تھا؟ نہیں! بلکہ رحمتِ الٰہی کو وہ ہم سے زیادہ جاننے والے اور عشق مصطفیٰ ﷺ کی تڑپ دل میں ہم سے زیادہ رکھنے والے تھے۔ لیکن وہ عشق و رحمت کا معنیٰ سمجھتے تھے کہ رحمت کا طالب وہی ہو سکتا ہے جو خوف رکھتا ہو۔ خوف الٰہی کے بغیر رحمتِ الٰہی کا طلبگار اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے فرائض کا تارک، عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی دولت سے خالی ہے۔ یاد رہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی صفت غفار ہے اسی طرح اسکی صفت قہار اور جبار بھی ہے۔ آج ہماری فکریں اور عبادتیں اگر ایسی ہی غلامانہ اور سستی سے بھرپور رہیں تو وہ وقت دور نہیں کہ مسلمان کفار کے ہاتھوں ایسے

مارے جائیں کہ تاریخ اسکی مثال دینے سے شرمسار ہو۔ اصل مسلمانوں کی زبوں حالی کا دور تو اسی وقت سے شروع ہوتا نظر آتا ہے جب سے اصحاب عزیمت اور شیرانِ اسلام کو نصاب تاریخ کے اوراق سے سفید کر دیا گیا۔ اب ہماری فرضی نماز میں سستی کا ایک نیا دروازہ مسجد میں رکھی ہوئی کرسیوں نے کھول دیا ہے۔ اولاً تو دیکھا گیا ہے کہ صاحب، نوکری کی خاطر نماز کو آخری عمر کے لئے وقف کر دیتے ہیں اور اگر آتے ہیں تو مسجد میں اپنا انتظامی سکہ چلانے کی سرتوڑ کوشش کرتے ہیں۔ کبھی کسی پر بے جا فتوے صادر کرتے ہیں اور کبھی لوگوں کے منہ سے خود کو حاجی صاحب کہلوانے کی بھرپور کوشش میں رہتے ہیں۔

افسوس! شیطان کس طرح اپنے پیارے مولا کی یاد سے غفلت کے پردے ڈالتا ہے سمجھ نہیں آتی کہ جناب اچھے بھلے گھر سے پیدل چلتے ہوئے آئے۔ مسجد کی بلند سیڑھیاں عبور کیں اور آکر فوراً مریض بن کر کرسی کی زینت بن گئے۔

انہیں اگر کہا جائے کہ ان کرسیوں پر نماز اس مریض کی ہوتی ہے جو سجدہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا آپ تو زمین پر سجدہ کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ تھوڑی سی ہلکی پھلکی تھکاوٹ یا جوڑوں کی درد سے نماز کا سجدہ اور قیام چھوڑ رہے ہو۔ تو جواب میں کہتے ہیں...... ارے بھئی! اللہ قبول کرنے والا ہے......

بیشک اللہ تعالیٰ مومنین کے عمل کو ضائع نہیں فرماتا۔ لیکن عمل کر کے پیش تو کرو یہ ارکان کے بغیر ادا کی ہوئی نماز کیسا ادھورا عمل ہے۔ یہی لوگ عام دنیا دار کے سامنے حاضر ہوں تو ہر اونچ نیچ بات کا خیال رکھیں ذرا بھر قانون کی مخالفت نہ کریں لیکن کیسے عظیم بادشاہ کی بارگاہ میں بیباک آرہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شعور، بیدار مغزی اور اسلامی فکر عطا فرمائے تا کہ ہم نماز سے جسمانی سکون حاصل کرنے کی بجائے قلبی و روحانی سکون حاصل کریں۔ امین بجاہ سید المرسلین ﷺ

اسلام میں کرسی کا تصور

کرسی کا لغوی معنیٰ

علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

کرسی لغت میں اس چیز کو کہتے ہیں جس پر ٹیک لگا کر بیٹھا جاتا ہے۔ ثعلب نے کہا کرسی وہ ہے جو عرب کے نزدیک بادشاہوں کی کرسی کی حیثیت سے معروف ہے۔

''ٹیک لگانے کی قید سے کرسی تخت سے ممتاز ہوگئی۔''[1]

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

''زمخشری نے کہا ہے کہ کرسی وہ ہے جس پر بیٹھنے کے بعد مقعد سے زائد جگہ نہ بچے (یہ تخت اور کرسی میں فرق ہے، تخت پر بیٹھنے کے بعد جگہ باقی رہتی ہے اور کرسی میں نہیں رہتی۔''[2]

قرآنِ مجید، احادیث اور آثار سے کرسی پر بیٹھنے کا جواز

قرآنِ مجید سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کرسی پر بیٹھتے تھے:

---

① لسان العرب ج 6 ص 194، مطبوعہ نشر ادب الحوذۃ قم، ایران، 1405ھ

② عمدۃ القاری ج 1 ص 237، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المسیریہ مصر، 1348ھ

﴿وَلقد فتنا سلیمان والقینا علیٰ کرسیه جسداً﴾

''اور بیشک ہم نے سلیمان کی آزمائش کی اور ان کی کرسی پر ایک جسم ڈالا۔'' (القرآن)

رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرئیل کو ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا، امام بخاری روایت کرتے ہیں:

''حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس وقت میں جا رہا تھا میں نے آسمان سے ایک آواز سنی میں نے نظر اوپر اٹھائی تو دیکھا کہ جو فرشتہ میں نے حرا میں دیکھا تھا وہ زمین و آسمان کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔''[1]

رسول اللہ ﷺ خود بھی کرسی پر بیٹھے ہیں، امام مسلم روایت کرتے ہیں۔
حضرت ابورفاعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا اس وقت آپ خطبہ دے رہے تھے، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ ایک مسافر آیا ہے وہ دین کے متعلق سوال کر رہا ہے وہ نہیں جانتا کہ اس کا دین کیا ہے؟ پھر رسول اللہ ﷺ خطبہ چھوڑ کر میری طرف متوجہ ہو گئے، حتیٰ کہ میرے پاس آئے ایک کرسی لائی گئی آپ اس پر بیٹھ گئے، میرا گمان ہے اس کے پائے لوہے کے تھے پھر رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے علم سے مجھے دین کی تعلیم دی پھر آ کر اپنا خطبہ مکمل کیا۔[2]

علامہ نووی نے لکھا ہے: کہ رسول اللہ ﷺ کرسی پر اس لئے بیٹھے تھے کہ

---

① صحیح بخاری ج 1 ص 3 مطبوعه نور محمد اصح المطابع کراچی، 1381ھ

② صحیح مسلم ج 1، ص 287، مطبوعه نور محمد اصح المطابع کراچی، 1375ھ

سب لوگ آپ کا کلام سنیں اور آپ کی زیارت کریں۔ ①

اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ ②

رسول اللہ ﷺ کے گھر میں بھی کرسی تھی، امام احمد روایت کرتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گزشتہ رات میں نے گھر میں آہٹ سنی تو باہر جبریل امین تھے۔ میں نے کہا آپ گھر کے اندر کیوں نہیں آتے، کہا گھر میں کتا ہے، میں نے گھر جا کر دیکھا تو کرسی کے نیچے حسن کے کتے کا بچہ تھا۔ ③

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی کرسی پر بیٹھے تھے، امام بخاری روایت کرتے ہیں: ''ابو وائل بیان کرتے ہیں کہ میں شیبہ کے ساتھ کعبہ میں کرسی پر بیٹھا اور کہا اس بیٹھنے کی جگہ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے تھے۔''

اور متعدد احادیث میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی کرسی پر بیٹھے تھے، امام نسائی روایت کرتے ہیں۔ عبد خیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے کرسی لائی گئی اور وہ اس پر بیٹھے۔ ④

امام نسائی نے اس حدیث کو دو سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے او امام احمد نے بھی اس کو دو سندوں سے روایت کیا ہے۔ ⑤

---

① علامہ یحیٰ بن شرف نووی متوفی 676ھ، شرح مسلم ج 1 ص 287، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، 1375

② امام احمد ابن حنبل متوفی 241ھ، مسند احمد ج 5 ص 80، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، 1398ھ

③ مسند احمد ج 1 ص 107، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، 1398ھ

④ سنن نسائی ج 1 ص 27 مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

⑤ مسند احمد ج 1 ص 139، 122، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت 1398ھ

امام احمد نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک غزوہ میں بھیجے ہوئے بارہ صحابہ کے متعلق فرمایا وہ شہید ہوگئے ان کے چہرے جنت میں چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہے تھے ان کے لئے سونے کی کرسیاں لائی گئیں۔ ①

شیخ الاسلام امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے کرسی پر بیٹھنے کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

''مولانا المکرم اکرمکم و علیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، آپ کی رجسٹری 15 ربیع الاول شریف کو آئی، میں 12 ربیع الاول شریف کی مجلس پڑھ کر شام ہی سے ایسا علیل ہوا کہ کبھی نہ ہوا تھا، میں نے وصیت نامہ بھی لکھوا دیا تھا۔ آج تک یہ حالت ہے کہ دروازہ سے متصل مسجد ہے چار آدمی کرسی پر بٹھا کر مسجد لے جاتے اور لاتے ہیں۔'' ②

---

① مسند احمد ج 3، ص 135، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ، 1398ھ، تبیان القرآن ج1، ص 975، 976، مطبوعہ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور

② فتاوی رضویہ ج 9 ، ص 547، مطبوعہ رضا فاونڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

کرسی کس کے لئے؟

کرسی کا جو اہل ہو کرسی اسی کیلئے ہوتی ہے نا اہل کا مقام کرسی نہیں ہے

ہم قارئین کے سامنے اہلیت کا معیار شریعت مطہرہ کے میزان میں تولیں گے۔ جسے شریعت کرسی کے قابل قرار دے ہم اس پر مرض کے احکام بتائیں گے اور جسے شریعت کرسی کے قابل نہ قرار دے ہم اس پر تندرستی کے احکام لگائیں گے۔ شریعت اسلامیہ میں مریض اور تندرست کی نماز میں فرق ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا مریض اسے کہیں گے جو جوڑوں میں ہلکی پھلکی درد یا تھکاوٹ محسوس کرے؟ نہیں بلکہ ایسا شخص تندرست کے حکم میں ہے اور کرسی پر ایسے شخص کی نماز باطل ہوگی۔

ارکانِ نماز

صحت اور مرض کے معیار شرعی سے قبل یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ نماز کے اندر سات فرض ہیں:

① تکبیرِ تحریمہ ② قیام ③ قرات ④ رکوع ⑤ سجود ⑥ آخری قعدہ ⑦ خروجِ بصنعہ (اپنے عمل سے نماز سے باہر نکلنا)۔

ان ارکان میں سے اگر ایک رکن بھی رہ گیا تو نماز باطل ہو جائے گی۔

صحت ومرض کا شرعی معیار

اگر مندرجہ ذیل عذروں میں سے کوئی عذر بھی پایا گیا تو نماز میں قیام چھوڑ سکتا ہے یہ عذر خواہ حقیقی ہو جیسے:

① کھڑا ہونے سے گر جاتا ہو،...... یا عذر حکمی ہو مثلاً:

② کھڑا ہونے سے بیماری کے بڑھنے کا خوف ہو۔

③ کھڑا ہونے سے زخم سے پٹی گر جائے گی اور زخم خراب ہو سکتا ہے۔

④ کھڑا ہونے سے سر چکرائے گا۔

⑤ کھڑا ہونے سے سخت تکلیف ہوتی ہو۔

⑥ کھڑا ہونے سے پیشاب کے قطرات ٹپک جائیں گے۔

⑦ کھڑا ہونے سے نمازی کے زخم سے خون بہہ نکلے گا۔

⑧ کھڑا ہونے سے چوتھائی ستر کھل جانے کا خدشہ ہو۔

⑨ کھڑا ہونے سے قرات سے بالکل عاجز آجائے گا۔

⑩ کھڑا ہونے سے رمضان المبارک کا روزہ نہ نبھا سکے گا۔

⑪ کھڑا ہونے میں دشمن کا خوف آڑے آتا ہو۔

⑫ ایسی تنگ جگہ ہو جہاں کھڑا ہونا نہایت دشوار ہو اور اسکے علاوہ اور کوئی جگہ بھی نہ ہو۔[1]

ان تمام صورتوں میں یا اس جیسی دیگر صورتوں میں سے اگر کوئی ایک صورت پائی جائے تو نماز بیٹھ کر اور سجدہ کر کے ادا کی جائے گی۔ اس مرض سے فقط قیام

---

① درمختار ، ردالمحتار ج 2 ص 681، 682 مطبوعہ مکتبہ حقانیہ محلہ جنگی پشاور
البحرالرائق ج 2 ص 199 مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ

ساقط ہو جائے گا کیونکہ اس حالت میں قیام حرجِ عظیم ہے جسے شریعت میں اٹھالیا گیا ہے۔ [1]

جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت عمران ابن حصین رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے کہتے ہیں مجھے بواسیر کا مرض تھا میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز کی ادائیگی کے بارے دریافت کیا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((صل قائما فان لم تستطع فقاعدا فان لم تستطع فعلی جنب))

''نماز کو (اولاً) کھڑے ہو کر پڑھو اگر طاقت نہ رکھو تو بیٹھ کر پڑھو اگر اتنی بھی طاقت نہ رکھو تو پہلو کے بل لیٹ کر نماز ادا کرو۔'' [2]

محض تھکاوٹ وغیرہ کی وجہ سے قیام کو چھوڑنا نماز کو باطل کر دیتا ہے۔

اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ترک قیام کا مسئلہ پوچھا گیا تو آپ نے کچھ ایسا فرمایا۔ (سوال وجواب نقل ہے):

((فتاویٰ رضویہ جلد 6 پر مندرجہ ذیل عبارت ملاحظہ ہو))

مسئلہ 405: مرسلہ محمود حسین 5 محرم الحرام 1308ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نماز کھڑے ہو کر بوجہ عذر بیماری کے نہیں پڑھ سکتا ہے تو اس صورت میں آیا اس کو ضروری ہے کہ تکبیر تحریمہ کھڑے ہی ہو کر کہے اور پھر بیٹھ جائے یا سرے سے بیٹھ کر نماز شروع کرے اور ادا کرلے، دوسری شق میں نماز اس کی ادا ہو جائے گی یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

---

① تبیین الحقائق ج 1 ص 200 مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

② بخاری شریف، جلد 1، صفحہ: 105، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

الجواب:

صورت مستفسرہ میں بیشک اُس پر لازم کہ تحریمہ کھڑے ہوکر باندھے جب قدرت نہ رہے بیٹھ جائے۔ یہی صحیح ہے، بلکہ ائمہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اس کا خلاف اصلاً منقول نہیں۔ تنویر الابصار و در مختار میں ہے:

(ان قدر على بعض القيام ولو متكئا على عصا او حائط قام لزوما بقدرما يقدرو لو قدر اٰية او تكبيرة على المذهب لان البعض معتبر بالكل) [1]

''اگر نمازی قیام پر قدرے قادر ہو اگرچہ وہ عصا یا دیوار کے ذریعے ہو تو اس پر حسبِ طاقت قیام کرنا لازم ہے خواہ وہ ایک آیت یا تکبیر کی مقدار ہو۔ مختار مذہب یہی ہے کیونکہ بعض کا کل کے ساتھ اعتبار کیا جاتا ہے۔''

تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق للعلامة الزيلعی میں ہے:

(ولو قدر على بعض القيام دون تمامه بان كان قدر على التكبير قائما او على التكبير وبعض القراءة فانه يؤمر بالقيام ويأتى بما قدر عليه ثم يقعد اذا عجز) [2]

''اگر کچھ قیام پر قادر ہو تمام پر نہ ہو، مثلاً: کھڑے ہو کر تکبیر یا تکبیر اور کچھ قراءت پر قادر ہو تو اسے قیام کا حکم دیا جائے اور وہ حسبِ طاقت قیام کے ساتھ بجالائے، پھر جب عاجز آئے تو بیٹھ جائے۔''

---

[1] دُر مختار شرح تنوير الابصار، باب صلوٰۃ المريض، مطبوعه مجتبائی دهلی، 104/1.

[2] تبيين الحقائق باب صلوٰۃ المريض مطبوعه اميرية كبرىٰ مصر 200/1.

خانیہ میں ہے:

(ولو قدر علی ان یکبر قائما و لا یقدر علی اکثر من ذلك یکبر قائما ثم یقعد)[1]

''اگر کھڑے ہوکر صرف تکبیر کہنے پر قادر ہے اس سے زیادہ پر قادر نہیں تو کھڑے ہوکر تکبیر کہے پھر بیٹھ جائے۔''

اس سے آگے آخر میں اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''آج کل بہت جہال ذرا سی بے طاقتی مرض یا کبرسن میں سرے سے بیٹھ کر فرض پڑھتے ہیں حالانکہ اولاً ان میں بہت ایسے ہیں کہ ہمت کریں تو پورے فرض کھڑے ہوکر ادا کر سکتے ہیں اور اس ادا سے نہ ان کا مرض بڑھے نہ کوئی نیا مرض لاحق ہو نہ گر پڑنے کی حالت ہو نہ دوران سر وغیرہ کوئی سخت الم شدید ہو صرف ایک گونہ مشقت وتکلیف ہے جس سے بچنے کو صراحۃً نمازیں کھوتے ہیں ہم نے مشاہدہ کیا ہے کہ وہی لوگ جنھوں نے بحیلۂ ضعف و مرض فرض بیٹھ کر پڑھے اور وہی باتوں میں اتنی دیر کھڑے رہے کہ اُتنی دیر میں دس بارہ رکعت ادا کر لیتے ایسی حالت میں ہرگز قعود کی اجازت نہیں بلکہ فرض ہے کہ پورے فرض قیام سے ادا کریں۔کافی شرح وافی میں ہے:

(ان لحقه نوع مشقة لم يجز ترك القيام)

''اگر ادنیٰ مشقت لاحق ہو تو ترکِ قیام جائز نہ ہوگا۔''

ثانیاً مانا کہ انھیں اپنے تجربہ سابقہ خواہ کسی طبیب مسلمان حاذق عادل مستور الحال غیر ظاہر الفسق کے اخبار خواہ اپنے ظاہر حال کے نظر صحیح سے جو کم ہمتی و آرام

---

[1] فتاویٰ قاضی خان، باب صلوٰۃ المریض، نولکشور لکھنو 82/1.

طلبی پر مبنی نہ ہو بظن غالب معلوم ہے کہ قیام سے کوئی مرض جدید یا مرض موجود شدید ومدید ہوگا مگر یہ بات طویل قیام میں ہوگی تھوڑی دیر کھڑے ہونے کی یقیناً طاقت رکھتے ہیں تو ان پر فرض تھا کہ جتنے قیام کی طاقت تھی اُتنا ادا کرتے یہاں تک کہ اگر صرف اللہ اکبر کھڑے ہو کر کہہ سکتے تھے تو اتنا ہی قیام میں ادا کرتے جب وہ غلبہ ظن کی حالت پیش آتی بیٹھ جاتے یہ ابتدا سے بیٹھ کر پڑھنا اب بھی ان کی نماز کا مفسد ہوا۔

ثالثاً ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی اپنے آپ بقدر تکبیر بھی کھڑے ہونے کی قوت نہیں رکھتا مگر عصا کے سہارے سے یا کسی آدمی خواہ دیوار پر تکیہ لگا کر کل یا بعض قیام پر قادر ہے تو اس پر فرض ہے کہ جتنا قیام اس سہارے یا تکیہ کے ذریعے سے کر سکے بجا لائے، کل تو کل یا بعض ورنہ صحیح مذہب میں اس کی نماز نہ ہوگی (فقد مر من الدر ولو متکئا علی عصا او حائط)[1] ''در کے حوالے سے گزرا اگرچہ عصا یا دیوار کے سہارے سے کھڑا ہو سکے۔''

تبیین الحقائق میں ہے:

(لو قدر علی القیام متکئا (قال الحلوانی) الصحیح انه یصلی قائما متکئا ولا یجزیه غیر ذلك وکذلك لو قدران یعتمد علی عصا او علی خادم له فانه یقوم ویتکیء)[2]

''اگر سہارے سے قیام کر سکتا ہو (حلوانی نے کہا) تو صحیح یہی ہے کہ

---

[1] در مختار باب صلوٰۃ المریض مطبوعہ مجتبائی دھلی 104/1.

[2] تبیین الحقائق باب صلوٰۃ المریض مطبوعہ مطبعۃ امیریہ کبریٰ مصر 200/1.

سہارے سے کھڑا ہو کر نماز ادا کرے اس کے علاوہ کفایت نہ کرے گی اور اسی طرح اگر عصا یا خادم کے سہارے سے کھڑا ہو سکتا ہے تو قیام کرے اور سہارے سے نماز ادا کرے۔"

یہ سب مسائل خوب سمجھ لیے جائیں باقی اس مسئلہ کی تفصیل تام و تحقیق ہمارے فتاوی میں ہے جس پر اطلاع نہایت ضروری واہم کہ آج کل ناواقفی سے جاہل تو جاہل بعض مدعیانِ علم بھی ان احکام کا خلاف کر کے ناحق اپنی نمازیں کھوتے اور صراحۃً مرتکب گناہ و تارک الصلوٰۃ ہوتے ہیں۔

وباللہ العصمة ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم
واللہ سبحنه وتعالیٰ اعلم وعلمه جل مجده اتم واحکم.

سجدہ کتنی بلند جگہ پر ہو سکتا ہے

اگر نمازی زمین پر سجدہ نہیں کر سکتا لیکن اتنی بلند جگہ پر سجدہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے جسکی مقدار دو خشت یعنی 12 انگل تقریباً 9 اِنچ سے کم ہو تو اس پر سجدہ کر کے نماز ادا کرنا ضروری ہے۔

چنانچہ امام بکر علی ابن الحداد رحمۃ اللہ علیہ الجوهرة النيره میں رقمطراز ہیں:

(قال الحلوانی ان كان التفاوت مقدار اللبنة او اللبنتين يجوز وان كان اكثر لايجوز وارا داللبنة المنصوبة لا المفروشة وحداللنبة ذراع)

"امام حلوانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اگر (سجدہ اور قدم کے درمیان)

تفاوت ایک خشت یا دو خشت (9 اِنچ) کی مقدار تک ہے تو جائز اس سے زیادہ ہے تو ناجائز اندازہ کھڑی اینٹ کا ہوتا ہے بچھی اینٹ کا نہیں اور ایک اینٹ کی حد ربع گز 6 انگل ($4\frac{1}{2}$ اِنچ) ہے۔"[1]

ذراع کی وضاحت

ذراع کی تحقیق میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(وفی البحرأن فی کثیر من الکتب أنه ست قبضات لیس فوق، کل قبضة إصبع قائمة فهواربع وعشرون اصبعا بعدد حروف: لا اله الا الله محمد رسول الله والمراد بالاصبع القائمة ارتفاع الا بهام کمافی غایة البیان ه و المراد بالقبضة أربع أصابع مضمومة، نوح اقول: وهو قریب من ذراع الید، لا نه ست قبضات و شئی و ذلك شبران)

"یعنی "بحر الرائق" میں ہے کہ اکثر کتابوں میں ذراع کی مقدار (پہلو بہ پہلو ملاتے ہوئے) چھ مٹھیاں ہیں اس سے زیادہ نہیں اور ہر قبضہ کی مقدار ایک کھڑی انگلی ہے (عرض میں اور اسی طرح عرض میں انگلیاں ملا ملا کر رکھتے جائیں) تو یہ چوبیس انگلیاں (ایک ذراع میں) بنتی ہیں۔ جو کلمہ شریف "لا اله إلا الله محمد رسول الله" کے

---

[1] الجوهرة النیرة ج 1 ص 63 مطبوعه مکتبه امدادیه ملتان، فتح القدیر شرح الهدایة ج 1 ص 264 مطبوعه مکتبه رشیدیه سرکی روڈ کوئٹه

حروف کی تعداد کے مطابق ہیں۔ اور کھڑی انگلی سے مراد یہ ہے انگوٹھے کو اٹھا کر (قبضہ کے اوپر چوڑائی میں انگلی رکھی جائے) جیسا کہ غایۃ البیان میں ہے اور قبضہ سے مراد چار ملی ہوئی انگلیاں ہیں۔"①

میں کہتا ہوں۔ یہی مقدار ذراع الید کے قریب ہے کیونکہ ذراع الید کی مقدار چھ قبضے اور کچھ ہے یعنی دو بالشت کی لمبائی۔

ایسا ہی قاضی محمد اعلیٰ التھانوی لکھتے ہیں:

(والذراع بمعنی گز عند الفقهاء اربعة وعشرون اصبعا مضمونة سوی الابهام بعدد حروف لا اله الا الله محمد رسول الله و كل اصبع ست شعيرات مضمومة بطون بعضها إلی بعض و يسمیٰ بذراع الكرباس وهو المعتبر فی تقدير العشر فی العشر)

"یعنی ذراع جس کا معنیٰ گز ہے فقہاء کرام کے نزدیک اسکی مقدار انگوٹھے کے علاوہ چوبیس انگلیوں کو پہلو بہ پہلو ملانے سے حاصل ہو جاتی ہے جو کلمہ شریف لا الہ إلا اللہ محمد رسول اللہ کے حروف کی تعداد کے مطابق ہیں اور ہر انگلی کی مقدار چھ جو کہ پہلو بہ پہلو ملانے کے برابر ہے اور اس کا نام ذراع الکرباس بھی ہے اور یہی مقدار دہ در دہ کے پیمانے میں پھیلے ہوئے پانی کی لگائی جاتی ہے۔"②

منیہ اور اس کی شرح غنیۃ میں ہے:

---

① ردالمحتار علی الدرالمختار ج 1 ص 383 مطبوعه مكتبه حقانيه محله جنگی پشاور

② الكشاف فی اصطلاحات الفنون ج 1 ص 513 مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور پاكستان

(ولو كان موضع السجودارفع ای اعلى من موضع القدمين ان كان ارتفاعهٗ مقدار ارتفاع لبنتين منصوبتين جاز السجود عليه والاای وان لم يكن ارتفاعه مقدار لبنتين بل كان ازيد فلايجوز السجود وأراد باللبنة فی قوله مقدار لبنتين لبنة بخاری وھی ربع ذراع عرض ست أصابع فمقدار ارتفاع اللبنتين المنصوبتين نصف ذراع طول اثنتی عشرة اصبعاً)

''اگر سجدہ قدموں کی جگہ سے بلند ہو پھر دیکھیں گے کہ یہ بلندی دو کھڑی اینٹوں کے برابر ہے تو اس پر سجدہ جائز ہے اور اگر یہ بلندی دو اینٹوں کی مقدار نہیں بلکہ اس سے زیادہ ہے تو اس پر سجدہ جائز نہیں اور مصنف کے قول ''مقدار لبنتين'' میں اینٹ سے مراد بخارا کی اینٹ ہے جسکی مقدار چوتھائی گز ($4\frac{1}{2}$ اِنچ) ہے یعنی چھ انگلیوں کی چوڑائی جسکے مطابق دو کھڑی اینٹوں کی بلندی نصف گز طولاً 12 انگلیاں (9 اِنچ) ہے۔''[1]

بلند شئے پر سجدہ کیلئے شرط

بلند شئے پر سجدہ کے لئے شرط یہ ہے کہ اس شئے کو زمین کی سختی پہنچتی ہو۔ چنانچہ منیہ اور اسکی شرح غنیۃ میں ہے:

(ولو كانت الوسادة على الارض فسجد عليها جاز

---

[1] غنية الستملی شرح منية المصلی ص 281 مطبوعه مذهبی کتب خانه اردو بازار کراچی

ایضا و لکن ان کان یجد قوۃ الارض تکون صلوٰته بالرکوع والسجود والافھی بالایماء ایضا وفائد تھا تظھر فیما اذا قدرفی اثنا ئھا علی الرکوع والسجود بلا وسادۃ فانه یلزم استیناف الصلوٰۃ ولا یجوزله البناء ان لم یکن یجد قوۃ الارض)

''یعنی اگر تکیہ زمین پر ہو پھر اس پر سجدہ کیا تو یہ بھی جائز ہے لیکن اس شرط کیساتھ کہ وہ زمین کی سختی کو پاتا ہو اور اس صورت میں اس کی نماز رکوع وسجود کے ساتھ ادا مانی جائے گی اور اگر وہ زمین کی سختی نہیں پاتا تو اسکی یہ نماز اشارہ سے ادا ہونے والی ہوگی اور ان دوصورتوں میں فرق کا فائدہ وہاں ظاہر ہوگا جہاں (یہ اشارہ سے پڑھنے والا) نماز کے اندر ہی بغیر تکیہ کے رکوع وسجود والی نماز پر قادر ہو گیا کیونکہ اب اسے نئے سرے سے نماز پڑھنا لازم ہے اسی پر بناء جائز نہیں (یہ اس وقت ہے) جب وہ زمین کی سختی نہ پائے۔ (اگر پالے تو بنا جائز ہے)۔''[1]

درمختار میں ہے:

(ولا یر فع الی وجھه شیئا یسجد علیه فانه یکرہ تحریما فان فعل بالبناء للمجھول، ذکرہٗ العینی وھو یخفض برأسه لسجودہ اکثر من رکوعه صح علی أنه ایماء لاسجود الا ان یجد قوۃ الارض)

''یعنی چہرے کی طرف کسی ایسی شئے کو نہ اُٹھایا جائے جس پر سجدہ کیا

---

① غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی ص 259 مطبوعه مذھبی کتب خانه اردو بازار کراچی

جاسکے کیونکہ یہ مکروہ تحریمی ہے۔ اگر ایسا کرلیا گیا لیکن وہ اپنے سر کو سجدہ کے لئے رکوع سے زیادہ جھکاتا ہے تو نماز درست ہو جائے گی۔ (خیال رہے کہ) اس طریقہ پر نماز اشارہ سے ادا ہوئی ہے سجدہ سے نہیں۔ مگر وہ زمین کی سختی کو پالے (تو نماز سجدہ سے ادا ہوگی)۔''[1]

اس کے تحت ردالمحتار میں علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

(فحينئذ ينظر ان كان الموضوع ممايصح السجود عليه كحجر مثلاًولم يزد ارتفاعه على قدرلبنة اولبنتين فهو سجود حقيقى فيكون راكعاً ساجد ا لا مؤ مئا حتى انه يصح اقتداء القائم به واذاقرر فى صلاته على القيام يتمها قائما وان لم يكن الموضوع كذلك يكون مؤمئا فلا يصح إقتداء القائم به و اذاقدر فيها على القيام استانفها)

''یعنی اس وقت دیکھا جائے گا کہ اگر زمین پر رکھی ہوئی چیز ان چیزوں میں سے ہے جس پر سجدہ درست ہو جاتا ہے مثلاً: پتھر (کہ اس کو زمین کی سختی پہنچتی ہے) اور اس رکھی ہوئی چیز کی بلندی ایک اینٹ یا دو اینٹ سے زیادہ بھی نہیں تو (اس رکھی ہوئی چیز پر سجدہ کر کے نماز ادا کرنے والا) حقیقی طور پر سجدہ اور رکوع کر کے نماز ادا کرنے والا ہو گا اسے اشارہ سے نماز پڑھنے والا نہیں کہیں گے حتیٰ کہ اگر یہ امام ہے تو اس بیٹھے ہوئے کے پیچھے کھڑا ہو کر نماز ادا کرنے والے کی نماز

---

[1] ردالمحتار و درمختار ج 2 ص 685، 686 مکتبہ حقانیہ محلہ جنگی پشاور

درست ہو گی اور جونہی یہ شخص دورانِ نماز کھڑے ہونے پر قدرت پاتا ہے تو بقایا نماز کھڑے ہو کر ادا کرے گا۔ اور اگر زمین پر رکھی ہوئی شئے اس صفت پر نہیں ہے (یعنی وہ زمین کی سختی کو نہ پائے یا اس شئے کی لمبائی دو اینٹوں (نصف گز، 12انگل یعنی 9 اِنچ) سے زیادہ ہے) تو اسوقت یہ اشارہ سے نماز پڑھنے والا ہو گا اس وقت اسکے پیچھے کھڑا ہونے والے (تندرست) کی نماز صحیح نہ ہو گی اور جیسے ہی یہ نماز میں کھڑا ہونے پر قدرت پاتا ہے (یعنی کسی طرح صحیح سجدہ کرنے لگ جاتا ہے) تو نماز کو نئے سرے سے پڑھے گا۔"[1]

عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح الوقایہ میں ہے:

(ومعنى الرفع ان يحمل شئى الى وجهه يسجد عليه وان كانت الوسادة موضوعة على الارض وسجد عليها جاز كذا فى الذخيرة)

"یعنی اٹھانے کا معنیٰ یہ ہے کہ کسی شئے کو چہرے کی طرف اس طرح اٹھایا جائے کہ اس پر سجدہ کیا جا سکے اور اگر ایسا تکیہ جسے زمین پر رکھا اور سجدہ کیا تو یہ جائز ہے جیسا کہ ذخیرہ میں ہے۔"[2]

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

مگر اب غالب مساجد میں ایک اور کراہت پیش آئے گی وہ یہ ہے کہ اگلے درجے کی کرسی صحن سے بلند ہوتی ہے تو کھڑا ہوا نیچے اور سجدہ بلندی پر کیا یہ بلندی

---

[1] ردالمحتار و درمختار ج 2 ص 685، 686 مکتبہ حقانیہ محلہ جنگی پشاور

[2] عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح الوقایہ ج 1 ص 266 مطبوعہ مکتبہ علوم اسلامیہ پشاور

اگر دو خشت بخارا یعنی 12 انگل یعنی (ایک خشت) پاؤ گز کی قدر ہوئی جب تو نماز ہی نہ ہوگی کما نص علیہ فی الدر المختار (جیسا کہ درمختار میں اس پر نص وارد کی گئی ہے۔ اور اگر اس سے کم ہوئی جب بھی کراہت سے خالی نہیں۔ لہٰذا اس کا علاج یہ ہے کہ در کی کرسی اس قدر جس میں امام سجدہ کر سکے زمین کاٹ کر صحن کے برابر کر دی جائے اب امام در کے باہر کھڑا ہو اور اس کٹی ہوئی زمین میں سجدہ کرے سب کراہتیں جاتی رہیں اور وہ جو چوکی رکھ دیتے ہیں یا لکڑی وغیرہ کا چبوترہ بنا دیتے ہیں اس سے اگرچہ دو کراہتیں جاتی رہیں کہ اب نہ امام در میں ہے نہ اس کا سجدہ پاؤں کی جگہ سے بلند ہے مگر تیسری کراہت اور عارض ہوئی کہ امام کو مقتدیوں سے بلند جگہ بقدر امتیاز کھڑا ہونا بھی مکروہ ہے۔ [1]

بلند جگہ پر بیٹھنے میں قدم رکھنے کی احتیاط

امام بکر علی ابن الحداد الیمنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(ولو صلىٰ على الدكان وأدلىٰ رجليه عن الدكان عند السجود لا يجوز وكذا على السرير اذا أدلى رجليه عنها لا يجوز ولو كان موضع السجود ارفع من موضع القدمين)

"یعنی اگر نمازی بلند جگہ پر بیٹھ کر نماز ادا کرتا ہے اور اپنے قدموں کو سجدہ کے وقت بلند جگہ سے زمین کی طرف لٹکاتا ہے تو یہ جائز نہیں اور اسی طرح تختہ پر بیٹھ کر نماز ادا کرنے والا جب اپنے قدموں کو بلند جگہ

---

[1] فتاویٰ رضویہ ج 7 ص 320 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

سے نیچے لٹکا کر (کہ قدم زمین سے اٹھیں رہیں) نماز ادا کرے گا تو یہ جائز نہیں ہوگا۔ اگرچہ سجدہ کی جگہ کو قدموں سے بلند ہی کیوں نہ رکھا گیا ہو۔"[1]

خلاصہ کلام اور احادیث مبارکہ

اگر نمازی زمین پر سجدہ نہیں کر سکتا لیکن اتنی بلند جگہ پر سجدہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے جسکی مقدار دو بخارا کی اینٹیں یعنی 12 انگل تقریباً 9 اِنچ سے کم ہو تو اس پر سجدہ کر کے نماز ادا کرنا ضروری ہے۔ اور اس بلند شئے کو زمین کی سختی پہنچ رہی ہو اور اگر بلند جگہ پر بیٹھا ہے تو قدم زمین پر رکھے ہوئے ہوں۔ اسی مفہوم پر چند احادیث مبارکہ چنانچہ امام بیہقی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی روایت پیش کرتے ہیں جو انہوں نے اپنی والدہ سے روایت کی۔

آپ کی والدہ محترمہ فرماتی ہیں:

(رأيت ام سلمة زوج النبي ﷺ تسجد علىٰ وسادة من أدم من رمدبها)

"میں نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو چمڑے کے تکیہ پر سجدہ کرتے دیکھا کیونکہ آپ آشوب چشم کے مرض میں مبتلا تھیں۔"[2]

امام ابن ابی شیبہ اپنے مصنف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا عمل مبارک روایت کرتے ہیں:

---

① الجوهرة النيرة ج 1 ص 63 مطبوعه مكتبه امداديه ملتان پاکستان

② البيهقي ج 2 ص 307 مطبوعه دار المعرفه بيروت لبنان

(عن انس أنه سجد علی مرفقة)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ چھوٹے تکیہ پر سجدہ فرماتے۔''①

اسی طرح حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ کا عمل مبارک روایت کرتے ہیں:

(عن ابی العالیة انه کان مریضا وکانت المرفقة تثنی فیسجد علیها)

''حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ آپ مریض تھے آپ کے لئے چھوٹا تکیہ موڑ دیا جاتا جس پر آپ سجدہ فرمالیتے۔''②

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کرتے ہیں:

(عن ابن عباس رضی الله تعالی عنهما أنه رخص فی السجود علی الوسادة)

''حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما تکیہ پر سجدہ کرنے کی رخصت دیتے تھے۔''③

نوٹ:

اگر نمازی بلند شئے پر سجدہ کرے اور وہ شئے ہتھیلی، کپڑا، ران اور تکیہ ہے تو بلا کراہت جائز ہے اور اگر وہ بلند شئے اس کے علاوہ ہے تو حالت عذر میں جائز ورنہ مکروہ ہے۔

---

① مصنف ابن ابی شیبه ج 1 ص 244 مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت لبنان

② مصنف ابن ابی شیبه ج 1 ص 244 مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت لبنان

③ البیهقی ج 2 ص 307 دارالمعرفة بیروت لبنان

چنانچہ غنیۃ میں ہے:

(ولو وضع كفه بالارض وسجدعليها يجوز على الصحيح ولو بلاعذر والوجه فى ذلك ان السجود لايشترط أن يكون على الارض بلا حائل ولا ان لا يكون موضع السجود ارفع من موضع القدمين حينئذ كان السجود على الكف بمنزلة السجود على فاضل الثوب فيجوز مطلقا والسجود على الفخذ بمنزلة السجود على الوسادة لكن لما كانت ذلك بعضا منه ولم يتعارف السجود عليها لم يجز بلاعذر بخلاف الكف فان الساجد عليها يعد ساجداعرفاوفى القنية بسط يديه وسجد عليها يجزيه ويكره انتهىٰ فالجواز لما قلنا والكراهة لمافيه من مخالفة الماثور من مواظبته عليه السلام ومن بعده)

''یعنی اگر نمازی نے سجدہ کرتے وقت زمین پر ہتھیلی رکھ کر اس پر سجدہ کیا تو صحیح مذہب کے مطابق جائز ہے اگرچہ بلاعذر ہی کیوں نہ ہو۔ اس میں اصل وجہ یہ ہے کہ زمین پر سجدہ کرنے میں یہ شرط نہیں ہے کہ درمیان میں کوئی چیز حائل نہ ہو اور نہ ہی یہ شرط ہے کہ سجدہ کی جگہ قدموں کی جگہ سے بلند نہ ہو۔ ہتھیلی پر سجدہ اس وقت اپنے زائد کپڑے پر سجدہ کرنے کی مثل ہوگا اور وہ مطلقاً جائز ہے۔ البتہ ران پر سجدہ تکیہ پر سجدہ کرنے کی مانند ہے۔ لیکن جب کسی ایسی چیز پر سجدہ کیا

جو متعارف نہیں ہے تو بلا عذر جائز نہیں ہے یہ خلاف ہتھیلی کے کیونکہ اس پر سجدہ کرنے والے کو عرفا سجدہ کرنے والا شمار کیا جاتا ہے۔ اور قنیہ میں ہے جس نے اپنی ہتھیلی کو پھیلایا اور اس پر سجدہ کیا تو مع الکراھۃ جائز ہے۔''①

لہٰذا ایسا کرنے کا جواز ہماری گزشتہ گفتگو کی وجہ سے ہے (جس میں ہتھیلی اور ران کو تکیہ اور اپنے زائد کپڑے پر قیاس کیا گیا ہے) اور کراہت اسمیں اس وجہ سے ہے کہ اس میں رسول اکرم ﷺ اور سلف صالحین کی منقول مواظبت کی مخالفت لازم آتی ہے۔

سو ہتھیلی اور ران کے علاوہ کسی شئے پر سجدہ کرنا مکروہ ہے اور عذر کے ساتھ ایسی چیز پر بھی سجدہ جائز ہے جو زمین پر قائم ہو اور اس کی بلندی زمین سے 9 انچ تک ہو اس سے اوپر نہ ہو۔

واللہ اعلم بالصواب

سجدہ کی طاقت نہ رکھنے والا اشارہ سے نماز پڑھے

اگر نمازی اس قدر مجبور ہو گیا کہ نہ وہ زمین پر سجدہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے اور نہ ہی نصف ذراع (9 انچ) سے کم کسی شئے پر تو ایسا شخص نماز اشارہ سے ادا کرے گا۔ اشارہ سے نماز پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ بیٹھ کر رکوع کے لئے کم جھکے اور سجدہ کے لئے اس سے زیادہ جھک کر نماز ادا کرے اور جھکنے کے لئے بہت زیادہ نیچے جانے کی بھی ضرورت نہیں بلکہ رکوع کے لئے کم اور سجدہ کیلئے اس سے

---

① غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی ص 280 مطبوعہ مذھبی کتب خانہ اردو بازار کراچی

ذرا زیادہ جھک جائے۔[1]

چنانچہ علامہ برھان الدین مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

(فان لم تستطع الرکوع والسجودا ومیٰ ایماء) یعنی قاعداًلانہ وسع مثلہ (وجعل سجودہ اخفض من رکوعہ) لا نہ قائم مقامھما فأخذ حکمھما)

''اگر رکوع اور سجود کی طاقت نہ رکھے تو اشارہ سے نماز ادا کرے یعنی بیٹھ کر نماز ادا کرے کیونکہ اس طرح بیٹھ کر نماز ادا کرنا ایسے شخص کی وسعت میں ہے (اس سے زیادہ میں اسکو تکلیف ہے اور اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا) اور اشارہ کرتے وقت اپنے سجدہ کو رکوع سے پست رکھے۔ کیونکہ یہ اشارہ رکوع و سجود کے قائم مقام ہے لہٰذا اشارہ رکوع و سجود کا ہی حکم لے گا (اور رکوع کے لئے کم اور سجدہ کے لئے زیادہ جھکے)۔''[2]

ایک اشکال اور اس کا حل

یہاں ایک اشکال اٹھتا ہے کہ قیام ارکانِ نماز میں سے ایک رکن ہے جہاں قیام کو چھوڑنے کے عذر بیان کئے گئے ان میں تو واقعتاً قیام دشوار تھا۔ لیکن جب بندہ اشارہ سے نماز پڑھنے والا ہو اس وقت اس سے قیام کو کیوں ساقط کیا گیا حالانکہ وہ قیام پر قدرت رکھتا ہے حالتِ عذر میں تو قیام کا ترک مانا جا سکتا ہے

---

① اللباب شرح القدوری ج 1 ص 105 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی، مراقی الفلاح شرح نور الایضاح ج 2 ص 22 مطبوعہ المکتبۃ الغوثیہ کراچی

② ھدایہ ج 1 ص 161 مطبوعہ المصباح اردو بازار لاھور

لیکن خواہ مخواہ جس رکن پر قدرت ہے اسے کیوں چھوڑا جارہا ہے؟

حل

کتب احناف تو اس مسئلہ کو واشگاف لفظوں میں بیان کرتی ہیں کہ جو شخص اشارہ سے نماز پڑھنے والا ہے اس سے قیام ساقط ہو جاتا ہے۔ چنانچہ نور الایضاح، منیۃ المصلی، قدوری، کنز الدقائق، ھدایہ، فتاویٰ قاضی خان، درمختار وردالمحتار وغیرہ میں اسی طرح رقم ہے۔[1]

البتہ اس بات پر دلیل دیتے ہوئے ملا علی قاری شرح النقایہ میں یوں رقمطراز ہیں:

(وان تعذرا) أی الرکوع والسجود (مع القیام اوما) بھمزۃفی اخرہ وقدیبدل أی أشار برأسہ قاعدا (ان قدر) علی القعود لانہ وسعہ (ولامعہ) أی وان تعذر الرکوع والسجود دون القیام (فھو) أی فالایماء بالرکوع والسجود قاعدا (احب) من الایماء قائما لقرب القعود من الارض وقال الشافعی یتعین القیام لا نہ رکن، فلایسقط بالعجز عن رکن اٰخر من الرکوع والسجود ، وأجیب بان رکنیۃ القیام والرکوع

---

[1] نورالایضاح مع حاشیہ ضوء المصباح ص 111 مطبوعہ مکتبہ برکات المدینہ کراچی، منیۃ المصلی مع التعلیق المجلی ص 245 مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، قدوری مع حاشیہ المظھر النوری ص 59 مطبوعہ مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی، کنزالدقائق ص 39 مطبوعہ المصباح اردو بازار لاھور، ھدایہ ج1ص 161 مطبوعہ المصباح اردو بازار لاھور، فتاوی قاضی خان ج1ص 83 مطبوبہ المکتبۃ الحقانیہ محلہ جنگی پشاور، ردالمحتار علی الدر المختار ج 2 ص 684 مطبوعہ المکتبۃ الحقانیہ محلی جنگی پشاور

لاجل الوسیلة الی السجود الذی ھونھایة التعظیم وسقوط الشی بسقط وسیلتهٗ)

"اگر رکوع اور سجدہ بھی قیام کیساتھ دشوار ہو گئے تو اشارہ سے نماز ادا کرے یعنی سر کیساتھ بیٹھ کر اشارہ کر لے اگر بیٹھنے کی قدرت رکھتا ہے کیونکہ اس طرح بیٹھ کر نماز ادا کرنا ایسے ہی شخص کی وسعت میں ہے اور اگر رکوع وسجود پر قدرت ہی نہیں رکھتا لیکن قیام پر قدرت رکھتا ہے تو رکوع وسجود کو بیٹھ کر اشارہ سے ادا کرنا کھڑے ہو کر اشارہ کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے کیونکہ اس میں زمین کا قرب ہے۔ اور جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قیام کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ رکن ہے اور رکوع وسجود کے رکن سے عاجزی دوسرے رکن کو ساقط نہیں کرسکتی۔"

اس کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ قیام ورکوع کی رکنیت سجدہ کی طرف وسیلہ ہونے کی وجہ سے قرار دی گئی ہے کیونکہ سجدہ (عبادت کرنے میں) انتہائی تعظیم پر ہے۔ (لہٰذا یہ عبادت میں اصل ہوا) اور اصل شئے کا سقوط اپنے وسیلہ کو بھی ساقط کر دیتا ہے۔ ①

مراقی الفلاح علی نور الایضاح میں ترک قیام کی وجہ یوں بیان فرماتے ہیں:

(وان قدر علی القیام وعجز عن الرکوع والسجود صلی قاعدا بالایماء)

"وھو افضل من ایمائه قائما، ویسقط الرکوع عمن عجز عن السجود وان قدر علیٰ الرکوع لان القیام

① شرح النقایه لعلی قاری ج 1 ص 384 مطبوعه ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

وسیلة الی السجود فاذا فات المقصود بالذات لا
یجب مادونه"

"یعنی اگر وہ قیام پر قدرت رکھتا ہے لیکن رکوع اور سجدہ سے عاجز ہے
تو نماز کو بیٹھ کر اشارہ سے ادا کرلے۔ یہ کھڑے ہو کر اشارہ کر کے ادا
کرنے سے بہتر ہے اور رکوع ایسے شخص سے ساقط ہو جاتا ہے جو سجدہ
سے عاجز آگیا ہو اگرچہ رکوع پر قدرت رکھتا ہو کیونکہ قیام سجدہ کی
طرف وسیلہ ہے جب مقصود بالذات (سجدہ) فوت ہو گیا تو اسکے علاوہ
کا عمل (اسی ہیئت کیساتھ) واجب نہ رہا۔"[1]

علامہ حلبی "غنیة المستملی شرح منیته المصلی" میں اس کی وجہ
بیان فرماتے ہیں:

(وان قدر المریض علی القیام دون الرکوع والسجود
ای کان بحیث لوقام لا یقدر ان یرکع ویسجد، لم
یلزمه القیام عندنا بل یجوز ان یومی قاعدا وهو
افضل خلافا لزفر والثلثة فان عندهم یلزمه ان یومی
قائما لان القیام رکن فلایترك مع القدرة علیه ولنا ان
القیام وسیلة الی السجود للخرور والسجود اصل
بدلیل ان السجود شرع عبادة بدون القیام کمافی
سجدة التلاوة والقیام لم یشرع عبادة وحده ذلك لان
السجود غایة الخضوع حتی لوسجد لغیر الله یکفر

---

[1] مراقی الفلاح علی نور الایضاح ج 2 ص 25 مطبوعه المکتبة الغوثیه کراچی

بخلاف القيام واذا كان كذلك فاذاعجز عن الاصل سقطت الوسيلة كالو ضوء مع الصلوٰة والسعی مع الجمعة)

''اور اگر مریض قیام پر قدرت رکھتا ہے لیکن رکوع وسجود پر قدرت نہیں رکھتا یعنی اس کیفیت میں ہے کہ اگر کھڑا ہو تو رکوع وسجود پر قدرت ہی نہیں رکھے گا تو اس کو عند الاحناف قیام لازم نہ رہا بلکہ جائز ہے کہ بیٹھ کر اشارہ سے نماز ادا کرے اور یہی بہترین طریقہ ہے جبکہ امام زفر اور ائمہ ثلثہ (امام مالک امام شافعی وامام احمد) کے نزدیک اسکو کھڑے ہو کر قیام کرنا ضروری ہے کیونکہ قیام رکن ہے اسکو قدرت کے باوجود نہیں چھوڑا جائے گا ہماری دلیل یہ ہے کہ قیام سجدہ اور بارگاہ الٰہی میں جھکنے کا وسیلہ ہے اور سجدہ اصل ہے کیونکہ سجدہ کو تنہا عبادت کے طور پر کیا جا سکتا ہے لیکن قیام کو نہیں کیا جا سکتا جیسا کہ سجدہ تلاوت جبکہ قیام کو تنہا عبادت نہ قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ سجدہ میں انتہائی عاجزی اور خضوع ہے حتی کہ اگر غیر اللہ کیلئے سجدہ کیا تو کافر ہو گیا جبکہ قیام میں ایسا نہیں۔ لہٰذا جب قیام کی حیثیت ایک وسیلہ کی سی رہ گئی۔ تو جونہی اصل سے عاجز ہوا وسیلہ ساقط ہو جائے گا جیسا کہ وضو نماز کے لئے ہے اور سعی جمعہ کے لئے ہے۔''

والله اعلم بالصواب

اشارہ سے نماز پڑھنے والا اگر کسی چیز کو بلند کر کے سجدہ کرے تو کیا حکم؟

اب مسئلہ یہ ہے کہ اگر اشارہ سے نماز ادا کرنے والا کسی چیز کو آگے رکھ کر نماز ادا کرتا ہے تو آیا اس کی نماز ادا ہو گی یا نہیں؟

اشارہ سے نماز پڑھنے والا اگر ایسی بلند شئے پر سجدہ کرتا ہے جسے زمین پر رکھا گیا ہو تو اسکی نماز ہو جائے گی اور اگر اسے ہاتھوں میں اٹھا کر سجدہ کیا گیا خواہ خود اٹھائے یا غیر، اگر عمل کثیر ہو تو نماز باطل ورنہ مکروہ تحریمی ہو گی۔

چنانچہ قدوری میں ہے:

(ولا یرفع الی وجھہ شئی یسجد علیہ)

''اور چہرے کی طرف ایسی شئے نہ اُٹھائی جائے جس پر سجدہ کیا جائے۔''[1]

عالمگیری میں ہے:

(ویکرہ للمئومی ان یرفع الیہ عودا اووسادۃ یسجد علیہ)

''اشارہ کرنے والے کے لئے مکروہ ہے کہ اسکی طرف لکڑی یا تکیہ سجدہ کرنے کے لئے اٹھایا جائے۔''[2]

---

[1] قدوری ص 58 مطبوعہ ضیائیہ راولپنڈی

[2] فتاوی عالمگیری ج 1 ص 151 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، کنزالدقائق ص 29 مطبوعہ المصباح اردو بازار لاهور

درمختار میں ہے:

(ولا یرفع الی وجهه شیئاً یسجد علیه ، فانه یکره تحریما)

''چہرے کی طرف کسی شئے کو سجدہ کرنے کے لئے نہیں اٹھایا جائے گا کیونکہ یہ عمل مکروہ تحریمی ہے۔''①

خیال رہے کہ یہ عبارات اور اسی مفہوم کی دیگر عبارات میں مکروہ تحریمی کا محمل ایسی بلند شئے کو قرار دیا جائے گا جسے ہاتھوں سے اٹھایا گیا ہو چنانچہ علامہ شامی اس عبارت کے تحت لکھتے ہیں:

(اقول، هذا محمول علی ما اذا کان یحمل الی وجهه شیئاً یسجد علیه بخلاف ماذا کان موضوعا علی الارض، یدل علیه مافی الذخیرة حیث نقل عن الاصل الکراهة فی الاول ثم قال: وان کانت الوسادة موضوعة علی الارض وکان یسجد علیها جازت صلاته فقد صح ان ام سلمة کانت تسجد علی مرفقة موضوعة بین یدیها لعلة کانت بهاولم یمنعها رسول الله ﷺ من ذلك فان مفادهذه المقابلة والاستدلال عدم الکراهة فی الموضوع علی الارض المرتفع، ثم رایت القهستانی صرح بذلك)

''میں کہتا ہو یہ عبارت اس صورت پر محمول ہے جب چہرے کی طرف

---

① درمختار ج 2 ص 685 مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور

کسی ایسی شئے کو اُٹھایا جائے جس پر سجدہ کیا جا سکے، بخلاف اس صورت کے جب اس شئے کو زمین پر رکھا جائے اس پر ذخیرہ کی وہ روایت دلیل ہے جس کو انہوں نے اصل سے نقل کیا کہ کراہت پہلی صورت میں ہے۔ پھر کہا اگر تکیہ زمین پر رکھا جائے اور اس پر سجدہ کیا جائے تو اسکی نماز جائز ہوگی چنانچہ یہ ثابت ہے کہ حضرت ام سلمہ اپنے سامنے رکھے ہوئے چھوٹے تکیہ پر (آشوب چشم کی) بیماری کی وجہ سے سجدہ فرماتیں۔ اور آپ کو اس عمل سے حضور اکرم ﷺ نے منع نہیں فرمایا۔ ان روایات کے درمیان مقابلہ کا مفاد اور استدلال زمین پر رکھی ہوئی بلند شئے کی عدم کراہت کو ثابت کرتا ہے پھر میں نے قہستانی کو دیکھا تو انہوں نے بھی اسی بات کی تصریح کی ہوئی تھی۔'' [1]

بحرالرائق میں ہے:

(واما نفس الرفع المذکور فمکروہ وصرحہٗ فی البدائع وغیرہ لماروی ان النبی ﷺ دخل علی مریض یعودہ فوجدہ یصلی کذلك فقال: ان قدرت ان تسجد علی الارض فاسجد والا فاوم براسك، وروی ان عبداللہ ابن مسعود دخل علی اخیہ یعودہ فوجدہ یصلی و یرفع الیہ عود فیسجد علیہ فنزع ذلك من ید من کان فی یدہ وقال ھذا شئی عرض لکم الشیطان اوم بسجودك، وروی ان ابن عمر رای ذلك من مریض

---

[1] ردالمحتار علی الدرالمختار ج 2 ص 285 مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور

فقال اتتخذون مع الله الهة ٥ واستدل للكراهة فی المحيط بنهيه عليه السلام عنه وهو يدل على كراهة التحريم)

"بہر حال محض مذکورہ طریقے کے مطابق کسی شئے کو اٹھانا مکروہ ہے۔ بدائع وغیرہ میں اس کی تصریح موجود ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ ایک مریض کی عیادت کو گئے اس کو مذکورہ طریقے کے مطابق نماز پڑھتے دیکھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تو زمین پر سجدہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے تو سجدہ کرو ورنہ سر کیساتھ اشارہ سے نماز پڑھ اور مروی ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے بھائی کی عیادت کو گئے اسکو نماز پڑھتے اس طرح پایا کہ اس کی طرف لکڑی اٹھائی گئی تھی جس پر آپ کا بھائی سجدہ کرتا۔ آپ رضی اللہ عنہ جس کے ہاتھ میں لکڑی تھی اس سے کھینچ کر فرمایا یہ ایسی شئے ہے جو شیطان تمہارے لئے پیش کرتا ہے۔ سجدہ سے اشارہ کر کے نماز ادا کرو اور مروی ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک مریض سے ایسے عمل کو دیکھ کر فرمایا۔ کیا تم اللہ تعالیٰ کیساتھ کوئی اور معبود بناتے ہو۔ اور محیط میں حضور اکرم ﷺ کے منع کرنے سے کراہت پر استدلال، کراہت تحریمی پر دلالت کرتا ہے۔"

اس کے تحت "منحة الخالق" میں علامہ شامی رقمطراز ہیں:

(الكراهة فيما اذا رفعه شخص اخر كما يشعربه ماذكره المولف وعدمها فيما اذا كان على الارض،

ثم رایت القهستانی۔ قال بعد قوله، ولا یرفع الی وجهه شئی یسجد علیه فیه اشارة الی أنه لوسجد علی شئی مرفوع موضوع علی الارض لم یکره ولو سجد علی دکان دون صدره یجوز کالتصحیح لکن لوزاد یومی ولا یسجد علیه کما فی الزاهدی)

''یعنی کراہت اس صورت میں ہے جب اس شئے کو کوئی دوسرا شخص اُٹھائے جیسا کہ مؤلف کی عبارت اس کی طرف اشارہ کر رہی ہے اور عدم کراہت اس صورت میں ہوگی جب اس شئے کو زمین پر رکھا جائے پھر میں نے قہستانی کو دیکھا تو انہوں نے بھی۔ ولا یرفع الی وجهه الخ۔ کے قول کے بعد یوں وضاحت کی تھی کہ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگر اس نے ایسی بلند شئے پر سجدہ کیا جس کو زمین پر رکھا گیا ہے تو یہ مکروہ نہیں اور اگر بلند شئے پر سجدہ کیا جو سینے سے نیچے ہو (یعنی نصف گز سے کم ہو) تو اس کی نماز تندرست شخص کی طرح جائز ہوگی اور اگر بلندی کی مقدار اس سے زائد ہو تو اشارہ سے نماز پڑھے اس پر سجدہ نہ کرے۔''[1]

لہذا جن روایات میں کسی شئے کو اٹھا کر سجدہ کرنے کی ممانعت[2] وارد ہوئی

---

① منحة الخالق علی بحرالرائق ج 2 ص 201,200 مطبوعه مکتبه رشیدیه سرکی روڈ کوئٹہ

② السنن الکبری 2-306 مطبوعه دارالمعرفه بیروت لبنان ، السنن الصغری 1-180 مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت، الاوسط للطبرانی 8-42 مطبوعه مکتبة المعارف الریاض ، البنایه شرح الهدایه ج 3 ص 196 مطبوعه مکتبه حقانیه ملتان

ہے اس کا محمل بھی یہی ہے کہ اس شئے کو ہاتھوں سے اٹھایا گیا ہو اور زمین پر نہ رکھا گیا ہو۔

جب یہ بات فقہاء کرام کے نزدیک مسلم ہے کہ نصف گز (9 اِنچ) سے زیادہ مقدار ہو تو نماز سجدہ سے ادا نہیں ہوگی۔ بلکہ اشارہ سے ادا ہوگی اب ہم آپ کے سامنے وہ روایت پیش کرتے ہیں جس میں ایک گز (18 اِنچ) کی بلندی پر سجدہ کیا گیا۔ چنانچہ امام بیہقی اپنی سنن میں حضرت ابو اسحاق سے روایت کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

(رأیت عدی ابن حاتم یسجد علی جدار فی المسجد إرتفاع قدر ذراع)

''یعنی میں نے حضرت عدی ابن حاتم رضی اللہ عنہ کو مسجد میں دیوار پر سجدہ کرتے دیکھا جس کی لمبائی ایک گز کی بلندی پر تھی''۔

اس روایت سے یہ معلوم ہوا کہ اگر بلندی اتنی ہو جس پر سجدہ کیا جائے اور اسکو سجدہ والی نماز نہ بھی قرار دیا جائے بلکہ اشارہ والی نماز قرار دیا جائے تو اس صورت میں بھی اگر کوئی بلند شئے پر رکوع کے لئے کم اور سجدہ کے لئے ماتھا اس پر رکھ دے تو اشارہ سے پڑھنے والے کی نماز ہو جائے گی۔

تختہ دار کرسی پر نماز کی شرعی حیثیت

لہٰذا اس اعتبار سے مساجد میں رکھی گئیں تختہ دار کرسیوں پر ان حضرات کی نماز ہو جائے گی جو زمین پر واقعتاً سجدہ کرنے کی طاقت نہ رکھیں۔ اور یہ نماز مکروہ تحریمی بھی نہ ہوگی۔[1] خاص اس صورت کے بارے جن حضرات نے درمختار کی عبارت نقل کر کے اشارہ سے نماز پڑھنے والوں کے لئے بھی ایسی کرسی پر نماز مکروہ

[1] مفتی منیب الرحمٰن صاحب، تفہیم المسائل ۳/۶۰، ۶۱، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز

تحریمی قرار دی ہے ان سے تسامح واقع ہوا ہے۔ حالانکہ ہم نے گزشتہ عبارت میں "ردالمحتار" اور "منحة الخالق" کے حوالہ سے علامہ ابن عابدین شامی کی صراحت نقل کی ہے کہ اگر اشارہ سے نماز پڑھنے والے کے لئے بلند شئی کو زمین کی سختی پہنچ رہی ہے تو اس کے لئے یہ جائز ہے کراہت اس صورت میں ہے اگر اس شئی کو ہاتھوں میں اٹھایا گیا ہو اور تختہ دار کرسی کے تختے کو زمین کی سختی پہنچ رہی ہوتی ہے لہٰذا اس پر اشارہ کے ساتھ نماز ادا کرنے والے کی نماز ادا ہو جائے گی اگرچہ احتیاط زمین پر بیٹھ کر پڑھنے میں ہے اور جو زمین پر سجدہ کرسکتا ہے اس کی نماز کرسی پر نہیں ہوگی۔

نصف گز (9 اِنچ) کی بلندی تک سجدہ کا تحقق کیوں؟

اور رہا فقہاء کرام کا بلندئ سجدہ کی آخری حد نصف گز (9 اِنچ) مقرر کرنا یہ اس معنی میں ہے کہ سجدہ کا تحقق ہی اتنی بلندی پر ہوتا ہے۔ اسی واسطے سجدہ کی حد بیان کرتے ہوئے۔ علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہے:

(وقالوا:لان الركوع هوالانحناء والسجود هو الا نخفاض لغة فتتعلق الركنية بالادنىٰ منهما وقالو ايضا قوله تعالى:﴿اركعو اوا سجدوا﴾امر بالركوع والسجود وهماالفظان خاصان يرادبهما الانحناء والا نخفاض، فيتادى ذلك بادنى ماينطلق عليه من ذلك)

"یعنی مشائخ نے (رکوع اور سجود میں طمانیت کو فرض قرار نہیں دیا) کیونکہ لغت میں رکوع کہتے ہیں جھکنے کو اور سجدہ کہتے ہیں انتہائی پست ہونے کو لہٰذا ان دونوں میں سے ادنیٰ وجود کیساتھ بھی رکنیت کا تحقق ہو

جائے گا اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان عالیشان:
﴿ارکعو واسجدوا﴾ ''رکوع کرواور سجدہ کرو۔'' میں حکم رکوع اور سجدہ کا ہے اور یہ دونوں لفظ خاص ہیں جن سے مراد انحناء (جھکنا) اور انخفاض (انتہائی پست ہونا) ہے سو رکوع اور سجدہ اس ادنیٰ مقدار کے ساتھ ہی ادا ہو جائیں گے جس پر اس کا اطلاق کیا جائے۔''[1]

علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ ''غنية المستملى'' میں رقمطراز ہیں:

(وكذلك ركنية السجود متعلقة بادنى مايطلق عليه اسم السجود وهو وضع الجبهة على الارض والكلام فيه كا لكلام فى الركوع......الخ)

(والخامسة من الفرائض السجدة وهى فريضة تتادى بوضع الجبهة على الارض اومايتصل بها بشرط الانخفاض الزائد على نهاية الركوع مع الخروج عن حد القيام لا نه لا يعد ساجدا لغة وعرفابما دونه ويعدبه وامّا تاديه على وجه الكمال فهو بوضع الجبهة والانف والقدمين واليدين والركبتين)

''یعنی اسی طرح سجدہ کی رکنیت ہے کہ وہ بھی (رکوع کی طرح) اس ادنیٰ مقدار کے ساتھ متعلق ہوتی ہے جس پر سجدہ کے نام کا اطلاق کیا جاسکے اور وہ ہے زمین پر چہرے کو رکھنا اور سجدہ میں رکوع کی مثل

[1] نخب الافكار فى شرح معانى الاثار ج 2 ص 653 مطبوعه الوقف المدنى الخيرى ديو بند ، الهند

گفتگو ہے......الخ۔"

"فرائض میں سے پانچواں فرض سجدہ ہے اور یہ ایسا فرض ہے جو زمین پر چہرہ رکھنے کے ساتھ ادا ہو جاتا ہے یا اس چیز پر چہرے رکھنے کے ساتھ ادا ہو جاتا ہے جو زمین کے ساتھ متصل ہے لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ جہاں رکوع کی مقدار کی انتہاء ہوتی ہے سجدہ میں ذرا اس سے زیادہ پستی پائی جائے اور قیام کی حد سے باہر ہو کیونکہ اتنی مقدار سے اوپر والے کو لغت اور عرف میں سجدہ کرنے والا نہیں کہا جاتا البتہ سجدہ کو کمال کے طریقہ پر پیشانی، ناک، دونوں قدم، ہاتھ اور دونوں گھٹنے کو زمین پر رکھنے سے ادا کیا جائے گا۔"[1]

"غنیہ المستملی" میں سجدہ کی اس بلندی کو پیش نظر رکھتے ہوئے علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

(ولو وضع کفهٗ بالارض وسجد علیها یجوز علی الصحیح ولو بلاعذر والوجه فی ذلك ان السجود لا یشترط ان یکون علی الارض بلا حائل ولا ان لا یکون موضع السجود ارفع من موضع القدمین)

"یعنی اگر نمازی نے سجدہ کرتے وقت زمین پر ہتھیلی رکھ کر اس پر سجدہ کیا تو صحیح مذہب کے مطابق جائز ہے اگرچہ بلا عذر ہی کیوں نہ ہو اس میں اصل وجہ یہ ہے کہ زمین پر سجدہ کرنے میں یہ شرط نہیں ہے کہ

---

① غنیة المستملی شرح منیة المصلی ص 277، 278 مطبوعہ مذهبی کتب خانه اردو بازار کراچی

درمیان میں کوئی چیز حائل نہ ہو اور نہ ہی یہ شرط ہے کہ سجدہ کی جگہ قدموں کی جگہ سے بلند نہ ہو۔‘‘ ①

سو ثابت ہوا کہ سجدہ کا تحقق خاص زمین کیساتھ چہرہ ملانے میں منحصر نہیں بلکہ اتنی بلند جگہ جس میں رکوع سے ذرا زیادہ جھکنا پایا جائے اس سے بھی سجدہ ثابت ہو جاتا ہے۔ اور وہ بلندی کی مقدار (9 اِنچ) ہے۔ لہٰذا تختہ دار کرسی میں اگرچہ قدموں اور سجدہ کی جگہ میں خاصا فرق آرہا ہے لیکن اس پر اشارہ سے نماز ادا کرنے والے شخص کی نماز فقہاء کرام گزشتہ عبارت کی روشنی میں ادا ہو جائے گی۔

علامہ احمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا حل

بعض حضرات نے علامہ احمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت جو انہوں نے مراقی الفلاح کی شرح میں لکھی، سے تختہ دار کرسی پر اشارہ سے نماز پڑھنے والوں کے لئے بھی مکروہ تحریمی کا حکم لگایا ہے حالانکہ عبارت ان کا ساتھ نہیں دے رہی۔

مراقی الفلاح میں یوں ہے:

(فان فعل) أي: وضع شيا فسجد عليه (وخفض راسه) للسجود عن ايمائه للركوع (صح) اى: صحت صلاته لوجود الايماء لكن مع الاساءة لما روينا)

’’یعنی اگر اشارہ سے نماز پڑھنے والے نے کسی چیز کو رکھ کر اس پر سجدہ کیا اور اپنا سر اشارہ میں سجدہ کے لئے رکوع سے زیادہ جھکا لیا تو صحیح ہے یعنی اس کی نماز درست ہو جائے گی کیونکہ اشارہ پایا گیا ہے لیکن

---

① غنية المستملي شرح منية المصلي ص 280 مطبوعه مذهبي كتب خانه اردو بازار كراچي

یہ نماز ''مع الاساءۃ'' جائز ہوئی اس منع والی روایت کی وجہ سے جسے ہم نے گزشتہ بیان کیا۔''①

اس کے تحت علامہ احمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

(المراد بها كراهة التحريم يظهر للنهى عنه فى الحديثين السابقين)

''یعنی اساءۃ سے مراد اس صورت میں مکروہ تحریمی ہو گا جس کے بارے نہی گزشتہ دو حدیثوں میں ظاہر ہوئی۔''②

ہم علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کا محمل بیان کرنے سے قبل ''اساءۃ'' کی مختصر سی وضاحت کرتے ہیں۔

''اساءۃ'' کی وضاحت

''اساءۃ'' سوء سے مشتق ہے جس کا معنی ہے (برا ہونا) علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ ''اساءۃ'' کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(الاساءة دون الكراهة أوأفحش منها، ووفقنا بينها بانها دون كراهة التحريمه وا فحش من كراهة التنزيهة)

''کیا ''اساءۃ'' کراھت سے کم یا زیادہ درجہ کو کہیں گے؟ ہم نے (اساءۃ کے بارے مختلف اقوال میں) تطبیق یوں دی کہ اساءۃ مکروہ تحریمی سے کم اور مکروہ تنزیھی سے زیادہ درجہ کو کہتے ہیں۔''③

---

① حاشیہ الطحطاوی علی المراقی ج 2 ص 22، 23 مطبوعہ المکتبہ الغوثیہ کراچی

② حاشیہ الطحطاوی علی المراقی ج 2 ص 22، 23 مطبوعہ المکتبۃ الغوثیہ کراچی

③ ردالمحتار علی الدرالمختار ج 2 ص 370 مطبوعہ مکتبۃ حقانیہ پشاور

یہی تحقیق قدرے تفصیل سے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ترک سنت کی بحث میں بھی بیان کی۔ ①

لیکن حق یہ ہے کہ اساءۃ کے مفہوم میں وسعت ہے کبھی اسکا اطلاق مکروہ تحریمی پر ہوتا ہے اور کبھی مکروہ تنزیہی پر، اصل اس میں دلائل شرع معتبر ہیں۔ اگر دلائل شرع تحریم کی طرف داعی ہیں تو مکروہ تحریمی ورنہ مکروہ تنزیہی چنانچہ فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اساءۃ کے بارے میں اگرچہ کلماتِ علماء مضطرب ہیں کوئی اسے کراہت سے کم کہتا ہے:

(کما فی الدر صدر سنن الصلوٰۃ وبه نص الامام عبد العزیز فی الکشف وفی التحقیق)

جیسا کہ درمختار میں سنن نماز کے شروع میں ہے اور امام عبدالعزیز بخاری نے کشف میں اور تحقیق میں اسی کی تصریح کی ہے۔''

کوئی زائد، کمافی الشامی عن شرح المنار للزین ''جیسا کہ شامی میں محقق زین ابن نجیم کی شرح منار سے نقل ہے۔'' کوئی مساوی کمافی الطحطاوی ثمه وفی ادراك الفریضة عن الحلبی شارح الدر ''جیسا کہ طحطاوی نے سنن نماز اور ''باب ادراک الفریضہ'' میں امام حلبی، شارح درمختار سے نقل ہے۔''

مگر عندالتحقیق اس کا مقابل سنت موکدہ ہونا چاہیے کہ جس طرح سنت موکدہ واجب وسنتِ زائدہ میں برزخ ہے یونہی اساءۃ کراہت تحریم وکراہت تنزیہ میں

---

① ردالمحتار علی الدر المختار ج 2 ص 207 مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور

کمافی الشامی۔[1]

اساءۃ کے بارے جب تحقیق یہ ہے کہ یہ کراہت تحریم وتنزیہہ میں مشترک ہے اور دلائل شرع جس طرف داعی ہوں وہی جانب راجح ہو جائے گی۔

لہٰذا ہمیں اب اس مسئلہ میں دلائل شرع کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ اور ہمارے گزشتہ دلائل فقہاء کرام کی عبارات اور احادیث مبارکہ ہیں جن سے ہم نے یہ ثابت کیا کہ اگر اشارہ سے نماز پڑھنے والا تختہ دار کرسی پر نماز پڑھتا ہے تو اس کی نماز ہو جائے گی۔ اور اگر اساءت کیساتھ بھی مانی جائے تو اس کا درجہ بھی ان دلائل شرع کی روشنی میں کراہت تنزیہی کا ہوگا اور کراہت تنزیہی کا عمل گناہ نہیں ہوا کرتا "کما حقق علیه فاضل البریلوی رحمۃ اللہ علیہ فی فتاوٰہ"

اور رہا جو علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اساءۃ کے بارے فرمایا۔ اس بارے ذرا توجہ مطلوب ہے۔ آپ کی عبارت ہے۔

(فیما یظهر للنهی عنه)

"یعنی جس صورت میں نہی ظاہر ہوئی۔"

یہاں سے تو علامہ طحطاوی گزشتہ احادیث میں جو منع کی صورت ظاہر ہوئی اس پر مکروہ تحریمی کا حکم لگا رہے ہیں اور منع کی صورت دیگر دلائل کو سامنے رکھتے ہوئے اشارہ سے نماز پڑھنے والے کے حق میں یہی نکلتی ہے کہ اس شئے کو ہاتھوں میں اٹھایا گیا ہو۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے بھائی کی عیادت کو گئے تو اسے اُٹھائی ہوئی لکڑی پر سجدہ کرتے پایا۔

---

[1] فتاوی رضویہ ج (1، ب) ص 903، 904 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

(فنزع ذلك من يد من كان في يده...... الخ)

"آپ نے جس کے ہاتھ میں لکڑی تھی اس سے کھینچ کر فرمایا: یہ ایسی شئے ہے جو شیطان تمہیں پیش کرتا ہے۔"[1]

اور حدیث میں رفع کا معنی بھی ہاتھوں سے اٹھانے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے اس بات کی وضاحت معلوم ہوتی ہے کہ وہ منع کی گزشتہ احادیث کو کسی خاص صورت پر محمول کرتے ہیں اور اس کے علاوہ کو ترک کرتے ہیں اور وہ خاص صورت یہی ہے کہ اشارہ سے نماز پڑھنے والے کے لئے کسی شئے کو ہاتھوں میں اُٹھا کر رکھا گیا ہو۔ لہٰذا اشارہ سے نماز پڑھنے والے کے لیے تختہ دار کرسی پر نماز کو ناجائز کہنا افراط ہے۔ اور تندرست شخص کے لیے کرسی پر بیٹھ کر نماز ادا کرنے کو جائز کہنا تفریط ہے۔

تختہ دار کرسی پر اشارہ سے نماز پڑھنے والے کے لئے احتیاطی تدابیر

اولاً یہ بات سمجھ لیں کہ جو شخص اشارہ سے نماز پڑھنے والا ہے وہ اگر مطلوب مقدار (9 اِنچ) سے بلند شئے پر سر رکھ بھی دے تو اس سر رکھنے کو اشارہ ہی کہیں گے سجدہ نہیں کہیں گے۔[2]

ثانیاً اشارہ سے نماز ادا کرنے والا اپنے اشارہ میں رکوع کے لئے کم اور سجدہ کے لئے زیادہ جھکے گا۔ اگر رکوع وسجود کو برابر کر دیا یعنی رکوع کے لئے بھی تختہ پر سر رکھ دیا اور سجدہ کے لئے بھی تختہ پر سر رکھ دیا تو نماز درست نہ ہوگی۔[3]

---

[1] منحة الخالق على بحر الرائق ج 2 ص 200 مطبوعہ مکتبۃ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ

[2] البناية شرح الهدايہ ج 3، ص 195 مطبوعہ مکتبہ حقانیہ ملتان

[3] بحر الرائق ج 2 ص 200 مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

بلکہ اسے چاہیے کہ رکوع کے لئے کم جھکے اور سجدہ کے لئے زیادہ جھکے۔

ثالثاً اشارہ کا تحقق سر کی حرکت کیساتھ ہو جاتا ہے۔[1]

بہت زیادہ جھکنا اس کے لئے اب فرض نہیں رہا۔[2]

بلکہ اس کے حق میں فرض صرف اشارہ ہے۔[3]

اگر اشارہ پایا گیا تو نماز ہو جائے گی اور اگر اشارہ نہ پایا گیا تو نماز نہ ہوگی۔[4]

نتیجہ بحث

گزشتہ گفتگو کا ہمارے سامنے خلاصہ یہ نکلا کہ نماز ادا کرنے والے حضرات دو قسم کے ہیں:

① سجدہ کر کے نماز ادا کرنے والے

② اشارہ کر کے نماز ادا کرنے والے

① سجدہ کر کے نماز ادا کرنے کی دو صورتیں ہیں: ① زمین پر سجدہ کر کے نماز ادا کرنے والے۔ ② نصف گز (9 اِنچ) کی بلند مقدار پر رکھی گئی شئے پر سجدہ کر کے نماز ادا کرنے والے۔

نوٹ نمبر①: جو شخص زمین پر سجدہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے اسکا بلا عذر 9 اِنچ کی بلندی پر سجدہ کرنا مکروہ ہے۔ اور جو عذر کی وجہ سے اتنی بلندی پر سجدہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے اس پر سجدہ کرنا لازم ہے۔[5]

---

① بدائع الصنائع ج 1 ص 275 مطبوعہ موسسة التاريخ العربی بیروت لبنان

② ردالمحتار علی الدرالمختار ج 2 ص 285 مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور محلہ جنگی

③ البنایہ شرح الھدایۃ ج 3 ص 195 مطبوبہ مکتبہ حقانیہ ملتان

④ بحرالرائق شرح کنزالدقائق ج 2 ص 200 مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ

⑤ ردالمحتار علی الدر المختار ج 2 ص 686 مطبوعہ مکتبہ حقانیہ محلہ جنگی پشاور

نوٹ نمبر ⑦: جو شخص سجدہ سے نماز ادا کرنے والا ہے اس کے لئے قیام چھوڑنا جائز نہیں البتہ قیام کے عذروں میں سے اگر کوئی عذر پایا جائے تو قیام چھوڑ سکتا ہے۔

⑦ اشارہ سے نماز پڑھنے والا اگر کسی بلند شئے وغیرہ پر سر رکھ کر نماز ادا کرتا ہے تو دیکھا جائے گا کہ اس بلند شئے کو زمین کی سختی پہنچ رہی ہے یا اسکو اٹھایا گیا ہے اگر اسے اٹھایا گیا ہے تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی اور اگر اسے زمین کی سختی پہنچ رہی ہے تو پھر دیکھیں گے کیا وہ رکوع کے لئے کم اور سجدہ کے لئے زیادہ جھکتا ہے یا نہیں؟ اگر فرق کر کے جھکتا ہے تو نماز ہو جائے گی ورنہ نہیں۔

نوٹ: اشارہ سے نماز پڑھنے والے کے لئے بیٹھ کر نماز پڑھنا افضل ہے تاہم کھڑا ہونے کا بھی اسے اختیار ہے۔ ①

لہٰذا اس وضاحت کی روشنی میں آج کل تختہ دار کرسی یا اس کے علاوہ بلند جگہ پر ایسے شخص کی نماز درست ہوگی جو سجدہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

اس مسئلہ میں افراط و تفریط سے پرہیز کیا جائے۔ اگر شریعت مطہرہ کی روشنی میں اشارہ سے نماز پڑھنے والے حضرات اس تختہ دار کرسی پر نماز ادا کر لیتے ہیں تو ہمیں ان کی نماز کی ادائیگی سے کسی چیز کو رکاوٹ نہیں بنانا چاہیے۔ نیز عذر ثابت ہونے پر کرسی کا صف میں خلا "فرجہ ممنوعہ" میں سے نہیں کہ اسے پر کرنا ممکن ہوتا ہے اور اسے پر کرنا ممکن نہیں اور یہ عذر ضرورۃً ثابت ہے۔

اور جو حضرات کسی عذر صحیح کے بغیر خواہ مخواہ تھوڑی سے تھکاوٹ یا ہلکی پھلکی درد سے کرسی یا بلند شئے پر بیٹھ کر نماز ادا کرتے ہیں تو ان کی نماز کے نہ ہونے کے فیصلہ سے شریعت مطہرہ کی قلم رکنی نہیں چاہئے۔ آج کل نمازوں میں ایک بے جا سستی کی جا رہی ہے یہ نہیں سمجھ پاتے کہ ہم نماز کے لئے وقت بھی نکال رہے ہیں

① منیۃ المصلی ص 245 مطبوعہ ضیاء القران پبلی کیشنز

اس کے باوجود ہم غفلت میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہی حضرات واش روم میں بیٹھ کر قضائے حاجت کریں لیکن مسجد میں آکر جوڑوں کی درد کے بہانے کرسی کی زینت بنیں جب کرسیاں نہیں تھیں کیا اس وقت یہ مریض نہ تھے مساجد میں کرسیوں کی کثیر تعداد دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کا اپاہجوں کا طوفان اُمنڈھ آیا ہے باقی نمازیوں سے خود کو بلاوجہ ممتاز کر کے بیٹھنا یہ تو حکمت جماعت کے خلاف ہے بس بہتری حضور اکرم ﷺ کے فرمان: زمین پر نماز پڑھو اگر طاقت رکھتے ہو۔ پر عمل پیرا ہونے میں ہے۔ دیکھئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس بارے کیا عمل رہا؟

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی نظر بند ہو گئی، طبیب نے آپ کو کہا اگر آپ چند دن گدی کے بل لیٹیں تو آپ کی آنکھیں درست ہو سکتی ہیں۔

(فشاور عائشه و جماعة الصحابة رضوان الله تعالیٰ عنهم فلم یرخصوا له فی ذلك)

''آپ رضی اللہ عنہما نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور صحابہ کرام کی ایک جماعت سے اس بارے مشورہ کیا انہوں نے (آپ کی کبرسنی اور تقویٰ کو مدنظر رکھتے ہوئے) آپ کو اس معاملہ کی رخصت نہ دی اور آپ کو کہا:

(أرایت لو مت فی هذه الایام کیف تصنع بصلاتك)

''تیرا کیا خیال ہے اگر تیری اِنہی ایام میں موت واقع ہو جائے تو اپنی نمازوں کا کیا کرو گے؟''[1]

---

[1] مصنف ابن ابی شیبه ص 399 بحواله بدائع الصنائع ج 1 ص 286 مطبوعه موسسته التاریخ العربی بیروت

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ نجم کی تلاوت فرمائی آپ کیساتھ لوگوں نے سجدہ کیا کوئی باقی نہ بچا جس نے اپنا سر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھکا نہ دیا ہو مگر ایک شخص نے (بجائے سجدہ کرنے کے سجدہ کی جگہ سے) کنکریاں یا مٹی کو پکڑ کر اپنے چہرے کی طرف اٹھایا اور کہا مجھے یہی کافی ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

(فلقد رأيته بعد قتل كافرا)

"بیشک اس واقعہ کے بعد میں نے اس شخص کو کفر کی موت پر قتل ہوتے دیکھا۔" ①

حضرات محترم! یہ حرمان نصیبی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کرنے کی طاقت بھی رکھیں پھر بھی اسکے سامنے نہ جھکیں۔

ذرا سوچئے کہیں ہم تو اس کافر کی طرح کرسی کے تختے کو بلند کر کے سجدہ سے رک تو نہیں رہے جسے معبود مان لیا جائے اس کے ساتھ ایسا معاملہ کرنا کیسے روا ہے؟ بہر حال گذشتہ عبارات ایک طرف سدِ ذرائع کے لیے کرسیوں کو مسجد میں رکھنے سے بالکل احتیاط کی جائے۔

واللہ اعلم بالصواب

ہم نے اس مضمون میں حتی المقدور حق کے دامن کو تھامنے کی کوشش کی ہے عبارات فقہاء کے ساتھ احادیث مبارکہ کا التزام بھی کیا ہے اب اس کے بعد جو درستگی پائیں وہ خدائے ذوالجلال کی توفیق اور اساتذہ کی محنت سمجھیں اور جو خطاء ہو اس کا سزاوار مجھ کو ہی ٹھہرائیں۔ غلطی سے مطلع بھی فرمائیں تا کہ آئندہ اسے دور کیا جاسکے۔

---

① بخاری شریف ج 1 ص 146 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

اللہ تعالیٰ ہم سب کا خاتمہ حضور ﷺ کے صدقہ ایمان پر فرمائے۔ مجھ خطا کار کو بخشے اور ہم سب پر رحمت فرمائے۔

امین بجاہ سید المرسلین ﷺ

یارب بالمصطفیٰ بلغ مقاصدنا

واغفر لنا مامضی یا واسع الکرم

طالب دعا:

ضمیر احمد مرتضائی

الراجی الی رحمۃ ربہ الباری

ماخذ و مراجع

نمبر	کتاب	نمبر	کتاب
1	قرآن مجید	21	اللباب فی شرح القدوری
2	بخاری شریف	22	البنایة شرح الهدایة
3	مسلم شریف	23	حاشیة الطحطاوی علی المراقی
4	سنن نسائی	24	شرح النقایه لملا علی قاری
5	مسند احمد بن حنبل	25	بدائع الصنائع
6	السنن الکبریٰ للبیهقی	26	تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق
7	السنن الصغریٰ للبیهقی	27	بحر الرائق علی کنز الدقائق
8	معجم الاوسط للطبرانی	28	منحة الخالق علی بحر الرائق
9	مصنف ابن ابی شیبه	29	حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار
10	عمدة القاری شرح صحیح البخاری	30	خلاصة الفتاویٰ
11	شرح صحیح مسلم للنواوی	31	فتاویٰ قاضی خان
12	نخب الافکار علی شرح معانی الآثار	32	فتاویٰ عالمگیری
13	کنز الد قائق	33	عمدة الرعایه حاشیة شرح الوقایه
14	قدوری	34	الکشاف فی اصطلاحات الفنون
15	منیة المصلی	35	لسان العرب
16	نور الایضاح	36	فتاویٰ رضویه
17	در مختار	37	تبیان القرآن
18	هدایه		
19	غنیة المستملی شرح غنیة المصلی		
20	الجوهرة النیره شرح القدوری		